تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ   لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۴ تا ۱۰ مئی ۲۰۰۰ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

قانونِ تحفظِ رسالتؐ کی اصل حکمت

قانون تحفظ ناموس رسالتؐ کی حکمت کیا ہے اور یہ دُنیا کی سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا' اسے واضح کرنا بہت ضروری ہے۔ دنیا میں مقبولِ تمام تصورات میں سے ایک تصور اظہارِ خیال کی آزادی کا ہے یعنی ایک شخص اپنے مطالعہ اور غور و فکر سے جو رائے بھی پیش کرنا چاہے اسے اس کی آزادی ہونی چاہئے.... آج دنیا میں اجتماعیات کی سطح پر رائج الوقت نظریہ سیکولرزم کا ہے جس کے مطابق دین اور ریاست دو الگ الگ چیزیں ہیں' ریاست کا کوئی تعلق کسی بھی مذہب سے نہیں ہے...اسی لئے سیکولر نظام کے تحت نہ صرف مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہوتی ہے بلکہ بانیانِ مذاہب کی ذات پر ہر قسم کی ہرزہ سرائی کی بھی کھلی چھوٹ ہوتی ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا (Son of God) کہتے جبکہ یہودی انہیں Son of Man سمجھتے اور ڈھٹائی کے ساتھ ولد حرام قرار دیتے ہیں۔ معاذ اللہ' ثم معاذ اللہ!... لہٰذا جو لوگ مذہب اور ریاست کو ایک دوسرے سے جدا سمجھتے ہوں ان کی سمجھ میں ناموسِ رسالتؐ کا یہ مسئلہ کیسے آ سکتا ہے؟ اس کے برعکس اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہے' جس کی نظریاتی اساس اسلام ہے۔ چنانچہ دین اسلام کا پورا قانونی ڈھانچہ رسالتِ محمدیؐ پر استوار ہے۔ کوئی شخص پکا موحد بھی ہو اور اس کے اخلاق بھی اچھے ہوں مگر وہ آپؐ کی نبوت اور رسالت کو اگر تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس عقیدۂ توحید کے باوجود غیر مسلم قرار پائے گا۔ بقول اقبال ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

کہ دین تو نام ہی محمد ﷺ کا ہے' شریعت کا سارا وجود ہی آپؐ کی نبوت اور رسالت کی بنیاد پر قائم ہے۔ گویا اسلام کا پورا نظام محمدؐ کی شخصیت کے گرد گھومتا ہے۔ اگر اس تعلق کو مجروح کر دیا جائے تو اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے..... اگر توہین رسالتؐ کا قانون موجود نہ ہو تو اسلام اور پاکستان کے دشمنوں کو موقع مل جائے گا کہ وہ ہماری معاشرتی اور ملی زندگی کے جذباتی و ایمانی مرکز و محور کو منہدم کر دیں جس سے مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ بقول علامہ اقبال

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا   روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

(امیر تنظیم اسلامی کے ایک خطاب جمعہ سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 5
☆ گوشہ خلافت 7
☆ بیجنگ پلس ۵ کانفرنس 8
☆ قرضوں کی جنگ (12) 10
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 11
☆ متفرقات

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

شمارہ : 17   قیمت : 3 روپے

یہودی اپنے مالیاتی استحصالی نظام کے ذریعے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑنے کے درپے ہیں

یہودیوں کے اس ابلیسی پروگرام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ معاشرتی اقدار' شرم و حیا اور عائلی نظام کا تصور ہے

اقوام متحدہ کے اجلاس میں ابھی یہ ایجنڈا زیر بحث آنا ہے مگر ہم شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفادار بننے کی کوشش میں ان سے آگے نکل جانا چاہتے ہیں

مغرب کی دجالی تہذیب کی آندھی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس کے ذریعے انسانیت پر آخری حملے کی تیاری کر رہی ہے

انسانی حقوق کے نام پر اسلام آباد میں منعقد ہونے والی حالیہ کانفرنس میں اقوام متحدہ کے اس نئے ایجنڈے کی عکاسی موجود ہے

ڈپٹی کمشنر کی تصدیق کی شرط سے قانون ناموسِ رسالت بالفعل غیر موثر ہو جائے گا

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۸/اپریل ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

فکر انسانی کو توہمات سے قرآن اور اسلام نے نجات دلائی۔ قرآن اور اسلام ہی نے انسان کو استخراجی منطق (deduction) کی تنگنائیوں سے نکال کر استقرائی علم (induction) کی کھلی وادیوں سے روشناس کیا۔ اسلام سے پہلے یورپ میں فکر انسانی محبوس تھی۔ وہاں سائنس اور مذہب کی تعلیم لوگوں پر حرام تھی۔ انسانیت پوپ اور بادشاہ کے حق خدائی کے جبر تلے سسک رہی تھی۔ خود اہل یورپ اپنے اس دور کو "تاریک دور" (Dark ages) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن جب وہاں مسلم ہسپانیہ کی یونیورسٹیوں کے ذریعے اسلامی تعلیمات پر مشتمل علم اور روشن خیالی کی کرنیں پہنچنا شروع ہوئیں تو بادشاہت اور پوپ کے جبر کے خلاف شدید ردعمل کا آغاز ہوا۔ اس صورتحال سے یہودیوں نے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں اور مسلمانوں سے اپنی محرومیوں کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ چنانچہ علم کے اس دریا میں جس کا بہاؤ مسلم سپین سے یورپ کی طرف تھا' یہودیوں نے سیاہی گھولنا شروع کر دی۔ للذا یہودیوں کے زیر اثر یورپ میں انسانی فکر کی آزادی جو علم وحی کی پابند ہونا چاہئے تھی' کا مطلب مادر پدر آزادی لیا گیا۔ یوں یہودیوں نے شیطان کے ایجنٹ کے طور پر پوری دنیا کے انسانوں کو اپنی غلامی کے بندھن میں جکڑنے کے لئے سیاسی سطح پر سیکولرازم اور نیشنلزم کا تصور دیا' معاشی و اقتصادی سطح پر سود پر مبنی آزاد سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کو عام کیا اور معاشرتی سطح پر انسانوں کو اباحیت پسندانہ لذتیت (Permissive hedonism) سے روشناس کرایا اور اس طرح آزادی کے نام پر یورپ میں بے حیائی' فحاشی اور عریانی کو فروغ دیا۔

آج پوری دنیا میں تین انہی اصولوں کا ڈنکا بج رہا

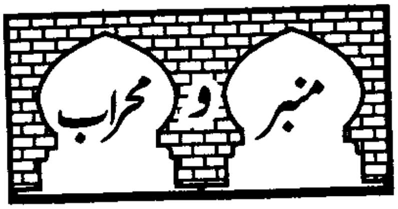

ہے۔ اب یہودی پوری دنیا پر اپنے پنجے گاڑنے کے لئے قومی ریاستوں کا تصور ختم کرکے نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے دنیا کو عالمی سیکولرزم کی طرف لے جا رہے ہیں' جبکہ سودی نظام معیشت کی گلوبلائزیشن کے لئے پوری دنیا میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کا تسلط قائم کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ مستقبل میں دنیا پر اصل حکومت آئی ایم ایف' ورلڈ بینک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی ہوگی۔ عالمی سطح پر ان دونوں میدانوں میں کامیابی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد اب شیطان کے یہ ایجنٹ اباحیت پرستی کو عالمی سطح پر روشناس کرانے کے لئے آزادی کے نام پر مذہب' اخلاق' تہذیب' شرافت شائستگی' عصمت و عفت' شرم و حیا' چادر و چار دیواری اور شادی کے بندھن سے آزادی کا درس شروع کر چکے ہیں تاکہ انسان شرم و حیا کے پاکیزہ تصور اور خاندانی نظام سے آزاد ہو کر خالص حیوان کی سطح پر زندگی بسر کرنا شروع کر دے اور وہ آسانی سے انسانیت کا استحصال کر کے ان کی محنت کا بہترین حصہ ہڑپ کر سکیں۔

یورپ اور امریکہ میں تو ان سازشوں کے نتیجے میں خاندان کا ادارہ ختم ہو چکا ہے اور وہاں شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر قانونی اور حرامی بچوں کی کثرت کے باعث دفتری فارموں میں سے انہیں ولدیت کا خانہ ختم کرنا پڑا ہے۔ جنسی آزادی کا حال یہ ہے کہ دو مرد یا دو عورتیں شادی کر کے گھر بسا کر رہتے ہیں۔ ناجائز بچوں کی پیدائش کی شرح کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکی صدر بل کلنٹن نے صدر منتخب ہونے کے بعد اپنے ابتدائی خطاب میں کہا تھا کہ عنقریب ہمارے معاشرے کی اکثریت حرامی بچوں پر مشتمل ہو گی۔

آج یہودی پوری دنیا کو سیاسی اور معاشی سطح پر اپنی دجالی تہذیب کے ذریعے فتح کر چکے ہیں۔ دجل دھوکے اور فریب کو کہتے ہیں۔ جبکہ احادیث میں آیا ہے کہ دجال کی ایک آنکھ ہو گی۔ چنانچہ موجودہ مغربی تہذیب اپنی مصنوعی چمک دمک کے باعث سراپا دھوکہ تو ہے ہی' آسمانی وحی کے علم سے آنکھ بند کر کے یک چشمی بھی ہے۔ اس لئے اس تہذیب کو دجالی تہذیب کہنا بے جا نہیں۔ ایک حدیث کے مطابق دجالی فتنے کا آخری حملہ عورتوں کے فتنے کی صورت میں ہو گا اور لوگ اپنی خواتین کو دجال کی پیروی اور اس سنگین فتنے سے بچانے کے لئے گھروں میں باندھ کر باندھ کر رکھنا چاہیں گے لیکن عورتیں ان کے قابو سے نکل جائیں گی۔

مغرب کی دجالی تہذیب کا آخری فتنہ بھی عورتوں کی آزادی سے متعلق ہے۔ یورپ و امریکہ کی حد تک تو یہودی منصوبے کا تیسرا حصہ یعنی اباحیت پرستی کے نام پر خاندانی نظام کی بیخ کنی اور مادر پدر آزادی مکمل طور پر نافذ العمل ہے لیکن افریقہ کے بعض ممالک ایشیا اور بالخصوص عالم اسلام میں معاشرتی اقدار اور عائلی نظام میں کچھ جان باقی رہ گئی ہے۔ یہاں سماجی سطح پر اب بھی کچھ شرم وحیا باقی ہے۔ یہ معاشرتی اقدار' عائلی نظام اور شرم و حیا کا تصور انسانوں کو غلام بلکہ حیوان بنانے کا شیطانی منصوبہ جو یہودی ذہن کی پیداوار ہے' کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

دور حاضر کے ایک معروف مفکر فوکویاما نے اگرچہ اپنی کتاب اینڈ آف ہسٹری میں لکھا ہے کہ دنیا اپنے آخری انجام کو پہنچ چکی ہے کیونکہ اس کے نزدیک تہذیب و تمدن میں جو ارتقاء ہونا تھا وہ اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ تاہم فرانسیسی دانشور سموئیل پی ہنٹنگٹن کا کہنا ہے کہ ابھی تہذیبوں کا آخری ٹکراؤ باقی ہے اور ہمیں یعنی مغرب کو اپنے تسلط کے لئے مسلم اور کنفیوشس تہذیبوں سے نمٹنا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ان اقدار کے خاتمے کے لئے اب آخری زور لگایا جا رہا ہے اور مغرب کی دجالی تہذیب کی آندھی مذہب' تہذیب' تمدن' شائستگی' معاشرتی اقدار' خاندانی نظام اور شرم وحیا کے اصولوں کے خاتمہ کے لئے آخری حملے کی تیاری کر رہی ہے۔ ۱۹۹۶ء میں قاہرہ کانفرنس اور اس کے اگلے سال ہی منعقد ہونے والی بیجنگ کانفرنس اسی منصوبے کی ابتدائی کڑیاں ہیں۔ اگر ان کانفرنسوں کے ایجنڈے اور ان کے انعقاد کے مقام پر غور کیا جائے تو بآسانی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کس طرح افریقہ' ایشیا اور عالم اسلام کی بچی کھچی اقدار کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ اس سال ۵ تا ۹ جون نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے خصوصی اجلاس کی حیثیت سے اس سلسلے کی تیسری کانفرنس "بیجنگ پلس فائیو" کے نام سے منعقد کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ کانفرنس کے نام سے ظاہر ہے' اس کانفرنس کا مقصد ۱۹۹۵ء میں ہونے والی بیجنگ کانفرنس سے اب تک کے پانچ سالوں میں ان کانفرنسوں کے ایجنڈے کی تنفیذ کے عمل میں پیش رفت کا جائزہ لینا ہے۔ دراصل اس کانفرنس میں "2000ء کی عورت" کے مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا۔ کانفرنس کے تیار شدہ ابتدائی خاکے کے مطابق اجلاس میں درج ذیل امور طے کئے جائیں گے۔

۱) ہم جنس پرستی محض ایک جنسی رویہ ہے جس پر پابندی کا کوئی جواز نہیں' ہم جنس پرست افراد کے جوڑوں کو قانونی طور پر تسلیم کیا جائے گا۔

۲) عورتوں کو حق دیا جائے کہ وہ گھر کا کام کاج کرنے سے انکار کر دیں اور اگر وہ کام کریں تو اس کا معاوضہ طلب کریں۔ اسی طرح عورت حمل اور وضع حمل کا (کرایہ) معاوضہ لینے کی بھی حقدار ہوگی۔

۳) بیوی کو حق حاصل ہوگا کہ وہ شوہر کی جنسی خواہش پورا کرنے سے انکار کر دے اور اگر شوہر زبردستی کرے تو یہ زنا بالجبر کے زمرے میں آئے گا۔

۴) جسم فروشی کو جنسی مزدوری کا درجہ دیا جائے اور اس کام کو دوسری مزدوریوں کی طرح قانونی تحفظات حاصل ہوں۔

۵) وراثت اور طلاق کے معاملے میں مرد و زن کو کامل برابری حاصل ہونی چاہئے۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے خصوصی اجلاس کے ذریعے اس ایجنڈے کی منظوری کا مقصد یہ ہے کہ جو ملک بھی اس ابلیسی پروگرام سے سرتابی کرے گا اس کے خلاف پوری دنیا کارروائی کر سکے گی۔

غور طلب بات یہ ہے کہ یہ شیطانی ایجنڈا ابھی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں زیر بحث آنا ہے لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار بننے کی کوشش میں ان سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف نے حال ہی میں انسانی حقوق کے نام پر کانفرنس میں جس پالیسی کا اعلان کیا ہے' اس میں وومن 2000ء کانفرنس کے ایجنڈے کی عکاسی موجود ہے۔ مثلاً اس پالیسی میں کہا گیا ہے کہ عورتوں کو وراثت میں حصہ ملنا چاہئے۔ یہ بات اگرچہ اپنی جگہ درست ہے اور ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ لیکن مذکورہ نام نہاد انسانی حقوق کی کانفرنس میں اس بات کا اعلان دراصل اسی مذموم ایجنڈے کی طرف ایک قدم ہے جس کے مطابق اقوام متحدہ وراثت میں مرد و زن کی مساوات کی منظوری دینے والی ہے۔ اسلام نے وراثت میں عورت کا حصہ مرد کے مقابلے میں تقریباً نصف رکھا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مرد کو اپنے مال میں سے خاندان کے بہت سے لوگوں کی کفالت کرنا ہوتی ہے جن میں اس کی رشتہ دار خواتین بھی شامل ہوتی ہیں جبکہ عورت پر اپنے مال میں سے کسی کی کفالت کی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ اس اعتبار سے اسلام نے مرد و زن کی وراثت میں جو تفریق رکھی ہے وہ عین فطرت اور انصاف کے مطابق ہے۔ جناب چیف ایگزیکٹو نے یہ بھی کہا تھا کہ حق خلع کو آسان بنایا جائے گا۔ خلع یقیناً خواتین کا جائز حق ہے لیکن اس کو مرد کے حق طلاق کی طرح آسان بنا کر دراصل خاندان کے مقدس ادارے کے بندھن کو ڈھیلا کرنا پیش نظر ہے۔ اس پر تو خواتین کے حقوق کی چیمپئن عاصمہ جہانگیر نے بھی پس و پیش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ قانون سوچ سمجھ کر بنایا جائے کیونکہ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں۔

چیف ایگزیکٹو نے غیرت کے حوالے سے قتل کو عام قتل کے برابر قرار دینے کے عزم کا بھی اظہار کیا ہے۔ یہ بات اس حد تک تو صحیح ہے کہ کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے اور اس طرح کے قتل پر لازماً گرفت ہونی چاہئے' لیکن پوری دنیا کا قانون "اتفاقی" اور منصوبہ بندی کے قتل میں فرق کرتا ہے تو پھر غیرت کے قتل کو عام قتل کا درجہ دینے کا اس کے سوا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ غیرت اور شرم و حیا کے جذبات کو کچل دیا جائے تاکہ خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جائے۔

انسانی حقوق کے پروگرام میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ برتھ کنٹرول اور ایڈز سے بچاؤ کے لئے ملک میں جنسی تعلیم ضروری قرار دی جائے گی۔ اس شق کا مقصد بھی شرم وحیا کا جنازہ نکال کر خاندان کے ادارے کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ جب جنسی تعلق کے باوجود حمل ٹھہرنے کا خوف خواتین کے دل سے نکل جائے گا تو بے حیائی عام ہو جائے گی اور میاں بیوی کا ایک دوسرے پر سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور پھر وہ صورتحال ہوگی جو آج مغرب میں ہے۔

اس کانفرنس میں چیف ایگزیکٹو نے قانون ناموس رسالتؐ "295-C" کے طریق کار میں بھی تبدیلی کا عندیہ دیا ہے۔ جس کے مطابق ڈپٹی کمشنر کی تصدیق کے بغیر اس کیس کی ایف۔ آئی۔ آر درج نہیں ہوگی۔ اس تبدیلی کے ذریعے ناموس رسالتؐ کا قانون' جو امریکہ و یورپ کی آنکھوں میں کھٹک رہا تھا' بالفعل غیر موثر ہو جائے گا۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر سرکاری مشینری کا حصہ ہے اور وہ حکومت کی مرضی کے بغیر توہین رسالتؐ کے کسی واقعہ کی ایف آئی آر درج ہی نہیں ہونے دے گا۔ اس تبدیلی کا دوسرا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ معمولی چوری اور ڈاکہ کی ایف آئی آر درج کرانے میں اس طرح کی کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہے لیکن قانون ناموس رسالتؐ پر یہ پابندی لگا کر گویا غیر ملکی آقاؤں کو خوش کیا جا رہا ہے۔

ان گزارشات کی روشنی میں اگر غور کیا جائے تو واضح طور پر نظر آتا ہے کہ دجالی فتنہ اپنے آخری اور تکمیلی مرحلہ میں داخل ہو رہا ہے اور یہودیوں کا ابلیسی نظام پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رہا ہے۔ لیکن تیسری دنیا کے عوام کو اپنی تباہی کا شعور ہی نہیں ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نظام کے خلاف کہیں کوئی رد عمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ اگر کہیں اس نظام کے خلاف رد عمل ہوا ہے تو اس نظام کو رائج کرنے والے ملک امریکہ میں ہوا جہاں پچھلے دنوں سیٹل میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے اجلاس کے خلاف بھرپور احتجاجی مظاہرہ ہو چکا ہے اور اسی قسم کا مظاہرہ

گزشتہ دنوں واشنگٹن ڈی سی میں بھی ہوا کہ ہم یہ اجلاس نہیں ہونے دیں گے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ وہاں کے عوام ان مالیاتی اداروں کے سنگین عزائم سے واقف ہو چکے ہیں۔

پاکستان میں بھی افسوس کہ اس دجالی فتنے کے سیلاب کو روکنے کی سعی کرنے کی بجائے حکومت کو یہ فکر ہے کہ کسی طرح آئی ایم ایف کی قسط ادا کردی جائے تاکہ ڈیفالٹر قرار نہ دیئے جائیں۔ اس کے لئے ایک طرف حکومت ٹیکس کے دائرہ کار کو وسیع کر رہی ہے تو دوسری طرف سمگلروں کے خلاف جنگ شروع کر چکی ہے۔ اگرچہ یہ دونوں چیزیں اپنی جگہ اچھی ہیں لیکن یہ ہمارے مسائل کا مستقل اور پائیدار حل نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہم ان اقدامات کے ذریعے آئی ایم ایف سے قرضے کی اگلی قسط حاصل کر بھی لیں تب بھی ہماری معیشت ہرگز مستحکم نہیں ہوگی۔ بلکہ ہم ان اداروں کے مزید محتاج ہو جائیں گے۔

پاکستان کو موجودہ معاشی بحران سے نکالنے کا واحد حل یہ ہے کہ حکومت سود کے خلاف انقلابی قدم اٹھا کر اندرون و بیرون ملک قرضوں پر سود کی ادائیگی سے انکار کر دے اور قرضوں کی اصل رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کو کہہ دیا جائے کہ جب ہمیں سہولت ہوگی رقم ادا کر دی جائے گی۔ اسی طرح حکومت قانون ناموس رسالتؐ کے طریق کار میں کسی تبدیلی سے باز رہے۔ مزید برآں پاکستان کا جو سرکاری وفد بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں شرکت کرے اسے وہاں اپنا موقف پیش کرنے سے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل سے منظوری لینی چاہئے کہ ہمارا موقف اسلام کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر حکومت نے ایسا نہ کیا اور ان اداروں کی خوشنودی کے حصول کے لئے ان کے حیاسوز' اخلاق باختہ اور غیر ملکی ایجنڈے کے نفاذ میں اسی طرح کوشاں رہی جیسا کہ اس کے بعض اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے تو ملک کی سلامتی مزید خطرے سے دوچار ہو جائے گی کیونکہ اس ایجنڈے کے نفاذ کا مطلب پاکستان کی نظریاتی اساس یعنی اسلام کی نفی ہے اور پاکستان کی اساس کی نفی کرنا پاکستان کے جواز کی نفی کے برابر ہے۔ OO

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا

خطابِ جمعہ

تنظیم اسلامی کے ویب سائٹ پر بھی سُنا جاسکتا ہے

ویب سائٹ ایڈریس :

www.tanzeem.org

نیز ہمارا ای میل ایڈریس یہ ہے :

anjuman@brain.net.pk

بقیہ : گوشہ خلافت

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سب لوگوں کو ایک ساتھ آنے کی اجازت دیتے ہو جب میرا یہ خط پہنچے اس وقت سے شرفاء' قراء اور متقی لوگوں کو پہلے آنے کی اجازت دیا کرو۔ جب یہ لوگ اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھ جائیں۔ پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت دو۔ خواہش کی پیروی سے بچتے رہو کیونکہ لوگوں کو پیروی پر مجبور کرنے والی خواہشیں اور فریفتہ کرنے والی دنیا اور برائی پر ابھارنے والے کمینے ہوتے ہیں۔ اور اپنا حساب سختی سے پہلے آسانی میں کر لو کیونکہ جو سختی سے پہلے آسانی میں اپنا حساب کرلیتا ہے اس کا انجام قابل رشک ہوتا ہے اور جس کو زندگی بھول میں ڈال دے اور خواہشیں اپنی طرف مشغول کرلیں اس کا انجام حسرت و ندامت ہے لوگوں میں خدا کے حکم کو وہی قائم کر سکتا ہے جو قوی تجربہ کار غصہ کرنے والا نہ ہو۔ لوگ اس کے عیب پر مطلع نہ ہوں اور وہ حق کے بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامتی سے نہ ڈرے۔ چار خصلتوں کو اختیار کرو تمہارا دین محفوظ رہے گا اور آخرت میں بڑا ثواب پاؤ گے۔ جب فریقین حاضر ہوں عادل گواہوں کی قطعی قسموں سے کام لو پھر کمزور کو پاس بلاؤ تاکہ اس کی زبان کھلے اور دل قوی ہو۔ بیرونی مقدمات والوں کی خبر لیتے رہو ورنہ جب ان کو زیادہ رکنا پڑے گا اپنی حاجت چھوڑ کر چلے جائیں گے اور جب تک ٹھیک فیصلہ نہ معلوم ہو جائے صلح کرانے کی کوشش کرو۔ والسلام

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی حافظ محمد سعید (امیر دعوت و ارشاد) سے ملاقات

پچھلے دنوں امیر تنظیم اسلامی' محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے محترم حافظ محمد سعید امیر دعوت وارشاد سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا تو حافظ سعید صاحب نے اس خواہش کے اکرام میں امیر تنظیم اسلامی سے ملاقات کے لئے خود تشریف لے آئے۔ دونوں بزرگوں کی ملاقات قریباً ایک گھنٹے پر محیط رہی اور نہایت خوشگوار ماحول میں انتہائی اہم سنجیدہ موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔ تنظیم اسلامی کے نائب امیر' ناظم اعلیٰ اور ناظم دعوت و تربیت بھی اس موقع پر موجود تھے۔

امیر تنظیم اسلامی نے جہاد اور اس کے مراحل کے بارے میں اپنے خیالات کو وضاحت کے ساتھ حافظ صاحب کے سامنے پیش کیا۔ حافظ صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے بحیثیت مجموعی اتفاق کیا اور فرمایا کہ امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے جماعت اسلامی اور الاخوان المسلمون نے جدوجہد شروع کی تھی لیکن الیکشن کے راستے سے وہ اسلام کو کسی بھی ملک میں نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہو پائے۔ اس سے امت میں مایوسی کی کیفیت پیدا ہوئی تو ہم نے امت کو جہاد و قتال کا راستہ دکھایا اور اس طرح امت کے اندر ایک حیاتِ نو پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کی توجہ اس راستے کی طرف بھی دلائی کہ جس کے ذریعہ سے ایران میں تبدیلی آئی اور فرمایا کہ امت مسلمہ میں تاحال اگر کسی جگہ کسی انقلابی تحریک کو کوئی کامیابی ملی ہے تو صرف اسی راستے سے ملی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں پاکستان کے حالات کو مدنظر رکھ کر ہمیں پرامن مزاحمتی تحریک کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ ہمیں امت مسلمہ کو یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ لوگ پہلے اسلام کو کماحقہ قبول کریں۔ اپنی ذات اور گھر پر اس کی تنفیذ کی کوشش کریں اور ایسے لوگ ایک جماعتی صورت میں مجتمع ہوں اور پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے اس تیسرے راستے کو اختیار کریں جو سیرت نبویؐ کے بھی مطابق ہے۔ پاکستان میں اگر ہم اس طور پر غلبہ و اقامت دین کی منزل سر کرنے میں اللہ کی تائید و توفیق سے کامیاب ہو جائیں تو کشمیر ہی نہیں' پورے بھارت کے بھی دارالاسلام بننے کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

منہج انقلاب نبویؐ کی اہمیت پر محترم ڈاکٹر صاحب کی گفتگو کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے یہ جہاد کا راستہ بہت سوچ سمجھ کر دلائل کی بنیاد پر اختیار کیا ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں نے سیرتِ رسول ﷺ سے جو منہج سمجھا ہے اسے ایک کتاب کی صورت میں شائع کرایا ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کیجئے اور پھر تبادلہ خیالات کیا جائے تاکہ کوئی مفاہمت کی صورت پیدا ہو۔ حافظ صاحب نے وعدہ کیا کہ میں اس کتاب کو جو پہلے ہی میرے پاس ہے' پڑھوں گا اور پھر اس موضوع پر مزید تبادلہ خیال ہوگا۔ OO

تجزیہ نگار کے نقطہ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

بالائی طبقات کی زیادتی اور استحصالی ہتھکنڈوں سے مہاجر ہی کیا' کوئی طبقہ بھی محفوظ نہیں

ہمارا المیہ یہ ہے کہ جب عوامی سطح پر کسی رہنما کی گرفت ڈھیلی پڑنے لگتی ہے تو وہ تعصب کی سیاست پر اُتر آتا ہے

الطاف حسین نے پاکستان میں اُصولی سیاست کی ہوتی تو ملکی سطح پر اچھے رہنما ثابت ہو سکتے تھے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے لندن سے بیان جاری کیا ہے کہ دو قومی نظریہ نے مسلمانانِ ہند کی قوت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا جس سے مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی نقصان پہنچا ہے۔ یہ بات کہنے والے وہ پہلے رہنما نہیں ہیں بلکہ اس سے پہلے بھی یہ بات متعدد بار مختلف مسلمان رہنما کہہ چکے ہیں۔ جب تحریک پاکستان بڑے زوروں پر تھی اور ۱۹۴۶ء کے انتخابات نے مسلم لیگ کے اس دعویٰ پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی کہ مسلم لیگ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے اور مسلم لیگ کا سرکاری نعرہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" مسلمانان ہند کی اکثریت کی دل کی آواز بن چکا تھا اس وقت مسلمانوں کے بعض ایسے رہنما جن کے خلوص پر شک کرنا گناہ کا درجہ رکھتا ہے اور جنہوں نے اپنی زندگی مسلمانوں اور اسلام کی خدمت کے لئے وقف کی ہوئی تھی' انہوں نے بھی مسلمانوں کے لئے الگ وطن کے قیام کو مسلمانوں کی قوت کو تقسیم کرنے کے مترادف قرار دیا تھا۔ ان رہنماؤں میں مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ابو الکلام آزاد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ محض نکتہ نظر اور سوچ کی جہت کا فرق تھا۔ مسلم لیگی رہنما ہندو کی پست ذہنیت اور تنگ نظری کے کے باعث یہ سمجھتے تھے کہ انگریز سے آزاد ہو کر وہ ہندو اکثریت کے غلام ہو کر رہ جائیں گے اور غلامی کے پھندے سے ان کی گردن مکمل طور پر آزاد نہیں ہو سکے گی' جبکہ دوسری طرف سوچ یہ تھی کہ اگر مسلمان ہندوستان میں متحد ہو کر رہیں گے تو ہندو اکثریت میں ہونے کے باوجود ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ہندوستان میں مسلمان ماضی میں بھی اقلیت میں ہونے کے باوجود ہندو اکثریت پر غالب رہے۔

اگرچہ ہم نے اپنا وزن ہمیشہ پہلے پلڑے (یعنی مسلمانانِ ہند کے لئے الگ وطن کا قیام) میں ڈالا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نے ہمیشہ واضح کیا ہے کہ جو رہنما خصوصاً مذہبی رہنما قیام پاکستان کے مخالف اور مسلمانان ہند کو یکجا رکھنا چاہئے تھے وہ ہرگز ہرگز مسلمانان ہند کے دشمن نہیں تھے بلکہ وہ اپنے تئیں انہی مسلمانوں کی بہتری چاہتے تھے۔ لہٰذا انہیں کانگرس یا ہندو کا ایجنٹ کہنا انتہائی بے ہودہ اور گھٹیا حرکت ہے۔ ہم آج بھی مولانا حسین احمد مدنیؒ سے لاہور ریلوے سٹیشن پر مسلم لیگیوں کی بدسلوکی اور شرمناک رویئے کی شدید مذمت کرتے ہیں اور مولانا ابو الکلام آزاد کی تقسیم ہند کے موقع پر مہاجر قافلوں کے سامنے تقاریر کو ان کے خلوص کی علامت سمجھتے ہیں۔

ان رہنماؤں نے جدوجہد آزادی میں پہلے روز سے ہی یہ موقف اختیار کیا اور تقسیم کے بعد تک اپنے اس موقف پر ڈٹے رہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ان رہنماؤں نے اپنے اختلافات کے باوجود پاکستان کے

تجزیہ

لئے اچھے خیالات اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ لیکن ایم کیو ایم کے رہنما الطاف حسین کا معاملہ بالکل مختلف بلکہ برعکس ہے۔ سوال یہ ہے کہ الطاف حسین نے اپنی سیاست کا مرکز و محور اسلام یا مسلمانوں کو بنایا کب تھا جو انہیں یہ تجربہ ہوا ہے کہ دو قومی نظریہ یا قیام پاکستان نے مسلمانان ہند کی قوت کو تقسیم کر دیا۔ بیس بائیس سال پہلے انہوں نے مہاجر ازم کی بنیاد پر سیاست شروع کی اور رائج الوقت غلیظ اور بے اصول سیاست میں مکمل طور پر ملوث ہو گئے۔ کبھی نواز الطاف بھائی بھائی' کبھی بی بی بے نظیر زندہ باد۔ اسی طرح کلاشنکوف کلچر کو سیاست کا حصہ بنانے میں بھی انہوں نے مرکزی کردار ادا کیا۔ پارٹی میں اختلافات کو وہ کس طرح ڈیل کرتے ہیں اس کے لئے یہ نعرہ نقل کرنا ہی کافی ہے "قائد کا جو غدار ہے وہ موت کا حقدار ہے" ان کی جرأت اور بہادری کا یہ عالم ہے کہ اپنے خلاف مقدمات قائم ہوتے ہی انہوں نے دیارِ غیر کی طرف راہِ فرار اختیار کی۔ وہ اٹھتے بیٹھتے غریب عوام کی بات کرتے ہیں اور خود اپنی سالگرہ پر سونے کی تلوار سے کیک کاٹتے رہے۔ وہ اب بھی لندن کے اعلیٰ اور قیمتی فلیٹ میں پر آسائش زندگی گزار رہے ہیں اور کئی کئی لاکھ روپے کے خرچ سے پاکستان میں ٹیلی فونک خطاب فرما رہے ہیں۔

ہم دیانت داری سے محسوس کرتے ہیں کہ الطاف حسین جنہوں نے اپنی سیاست کی بنیاد مہاجر فیکٹر پر رکھی تھی مہاجروں میں اپنی مقبولیت کے حوالے سے مایوسی کا شکار ہو رہے ہیں' لہٰذا وہ منفی ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں اور انہوں نے اچانک اپنی توپوں کا رخ پنجاب کی طرف کر دیا ہے۔ وہ بلوچستان کے انتہاپسند رہنماؤں سے فون پر رابطہ کر کے پنجاب کے خلاف ان کے جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ الطاف حسین اپنی سیاسی زندگی میں مختلف مواقع اور حادثات کے حوالے سے اپنے موقف میں تبدیلی اور اپنے رویئے میں اتار چڑھاؤ کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ جب نواز شریف کے وکیل اقبال رعد قتل ہوئے تو بہت سے سرکاری اور غیر سرکاری ذرائع نے اسے پاکستان کے پیدائشی دشمن بھارت کی خفیہ ایجنسی "را" کا کارنامہ قرار دیا جس کے پیش نظر ہمیشہ یہ رہا کہ پاکستان میں دہشت گردی کے ذریعے سیاسی عدم استحکام اور باہمی تصادم کی صورت پیدا کی جائے لیکن اس سلسلے میں الطاف حسین کے قریبی ساتھی اجمل پہاڑی کی گرفتاری اور اقبال جرم نے بالکل نئی صورتحال پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ الطاف حسین کی یکایک پنجابی اسٹیبلشمنٹ پر زوردار یلغار سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ دو قومی نظریہ تو اس وقت اپنی موت آپ مر گیا تھا جب ۱۹۵۱ء میں ہندوستان کی سرحد بند کر دی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ

اگر امت مسلمہ اس وقت ایک مرکز کے تابع ہوتی' یعنی مرکزی خلافت اسلامیہ کی طرح کا کوئی ادارہ موجود ہوتا اور مختلف اسلامی ممالک مکمل طور پر الگ تھلگ حیثیت سے قائم نہ ہوتے تو پھر ہندوستان کے ساتھ سرحد کو بند کر دینا ایک غلط اور ناقابل فہم عمل ہوتا' لیکن اس وقت بالفعل عالم اسلام کی جو صورت حال ہے اس میں ظاہر ہے

ایک خاص وقت گزر جانے کے بعد پاکستان کو بھارت کے ساتھ سرحد بند کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ دُنیا جانتی ہے کہ آزاد ہونے والے خطہ میں مقامی لوگوں نے بھارت سے آنے والے مہاجروں کو کس طرح سر آنکھوں پر بٹھایا اور ایسی ایسی مثالیں قائم کیں کہ قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کر دی۔ پھر کون نہیں جانتا کہ ہمارے مہاجر بھائی پاکستان آکر یہاں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے اور انہیں پاکستان پر حکمرانی کرنے کا بھی بھرپور موقع میسر آیا۔ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیراعظم بھی مہاجر تھے اور آج پاکستان کے چیف ایگزیکٹو بھی الطاف حسین کی اصطلاح کے مطابق مہاجر ہیں۔ جہاں تک بالائی طبقات کی زیادتی اور استحصالی ہتھکنڈوں کا تعلق ہے تو پاکستان کے کس علاقے کے اور کس نسل کے لوگ خصوصاً غریب عوام اس سے محفوظ رہے۔

اگر الطاف حسین نے زندگی بھر اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے جدوجہد کی ہوتی اور پاکستان میں انہوں نے اصولی سیاست کی ہوتی' بعد ازاں پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان اسی صورت حال سے دوچار ہوتے جس سے وہ آج ہیں' پھر ان کے منہ سے مایوسی کے عالم میں یہ بات نکل گئی ہوتی تو اس کی کوئی تاویل کی جا سکتی تھی۔ آخر میں ہم الطاف حسین صاحب سے پرزور گزارش کرتے ہیں کہ وہ تاریخ پر نگاہ ڈالیں اور ان لوگوں کے عبرت ناک انجام کا بغور مطالعہ کریں جنہوں نے مسلمانوں کے مختلف طبقات کو اپنی لیڈری اور چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے فریب دینے کی پالیسی اختیار کی۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب سندھ کے شہری علاقوں میں ان کی حیثیت بے تاج بادشاہ کی سی تھی لیکن آج وہ کیفیت نہیں رہی ہے۔ ان کی گرفت ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ اس کی اصل وجہ ان کی پرتشدد اور بے اصولی سیاست ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آج بھی اگر الطاف حسین طے کر لیں کہ وہ پاکستان میں کوئی مثبت اور اصلاحی کردار ادا کریں گے تو وہ باصلاحیت ہیں' ذہین ہیں' اچھے منتظم اور مقرر ہیں اور وہ علاقائی نہیں بلکہ ملکی سطح پر ایک اچھے رہنما ثابت ہو سکتے ہیں۔ الطاف حسین صاحب! اس ملک کو اپنے رہنماؤں کے ہاتھوں بڑے گھاؤ لگ چکے ہیں' یہ بہت زخم خوردہ ہے اور اس کی سکت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ اب بھی اگر تعمیری اندازِ فکر اختیار نہ کیا گیا اور اس کی تعمیرِ نو کے لئے اس کے بنیادی نظریے سے انحراف کیا گیا تو دشمنوں کا کہا سچ ثابت ہو جائے گا کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے۔ اللہ نہ کرے۔

دعائے مغفرت

ڈیرہ اسماعیل خان سے تنظیم کے رفیق محمد صادق بھٹی کی بھاوج رضائے الٰہی سے انتقال کر گئی ہیں۔ رفقاء سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

ہم بھی مُنہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ توہین رسالتؐ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں ہو رہی۔ (سرکاری ترجمان)

✪ سفید جھوٹ کا محاورہ تو سنا تھا اب "سرکاری جھوٹ" کا محاورہ بھی منظرعام پر آچکا ہے۔

☆ واجپائی کو امریکہ کا ایجنٹ کہنے پر بھارت کے نائب صدر مدن لال کو برطرف کر دیا گیا۔ (ایک خبر)

✪ "وہ اس لئے کہ سچ ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے"۔

☆ آٹا ۵۰ روپے فی من مہنگا کر دیا گیا۔ (ایک خبر)

✪ موجودہ حکومت کا یہ فیصلہ "غربت بڑھاؤ" اور "غریب مکاو" پروگرام کا حصہ ہے۔

☆ ۹۰ فیصد پاکستانی نواز شریف کو دوبارہ برسراقتدار نہیں دیکھنا چاہتے۔ (ایک سروے)

✪ "ہیوی مینڈیٹ" کا حسرتناک انجام!

☆ جنرل پرویز مشرف عوام اور دینی جماعتوں کا امتحان نہ لیں۔ (مولانا شاہ احمد نورانی)

✪ ورنہ... حالات قابو سے باہر بھی ہو سکتے ہیں۔

☆ نواز شریف کو کرگل کا مسئلہ پرویز مشرف سے مل کر حل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ (مجید نظامی)

✪ "....مگر نواز شریف نہ مانے"۔

☆ پولیس اپنا رویہ درست کر لے ورنہ اسے چوکوں میں الٹا لٹکا دیں گے۔ (گورنر پنجاب)

✪ لگتا ہے گورنر پنجاب میں سابق وزیراعلیٰ عارف نکئی مرحوم کی روح حلول کر گئی ہے۔

☆ قومی معاملات میں کسی سے ڈکٹیشن نہیں لیں گے۔ (جاوید جبار)

✪ جناب اگر ایسا ہی ہے تو پھر "این جی اوز" کیا کر رہی ہیں۔

میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ و طالبات کے لئے

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

8 مئی 2000ء تا 3 جون (قریباً ایک ماہ)

روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے تا ساڑھے بارہ بجے (ان شاء اللہ)

مضامین : ☆ تجوید و ناظرہ ☆ مطالعۂ قرآن حکیم ☆ مطالعۂ حدیث ☆ تعارف ارکان اسلام' مسائل نماز

نوٹ : i) طلباء کے لئے تدریس کا اہتمام قرآن کالج لاہور' 191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں اور طالبات کے لئے تدریس کا بندوبست قرآن کالج فار گرلز 433۔ کے ماڈل ٹاؤن میں کیا گیا ہے۔

ii) طلباء کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت ہے' طالبات کے لئے نہیں۔

iii) کورس فیس 300 روپے مقرر کی گئی ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ سے زرِ طعام (800 روپے) وصول کیا جائے گا۔

المعلن : **ناظم قرآن کالج'** 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور فون : 5869501-03

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظریۂ عدل

گزشتہ سے پیوستہ

مرتب: حافظ محبوب احمد خان

☆ حضرت عمر فاروقؓ نے عدل کے محکمہ کو باقاعدہ منظم شکل دی۔ اور مختلف صحابہ کرام کو بطور قاضی شہروں میں مقرر کیا۔ ابو درداءؓ مدینہ میں' قاضی شریح بصرہ میں' ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ میں میں قاضی مقرر کیا گیا۔ آپ نے ایک خط حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا جس عدل کے متعلق ایک جامع دستور العمل تھا کہ مقدمات کا فیصلہ میں قاضی کو کیا کرنا چاہئے اس خط سے آپ کے نظریہ عدل پر روشنی پڑتی ہے:

اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے' السلام علیکم! "مقدمات فیصل کرنا مستحکم فرض ہے اور یہ ایسا طریقہ ہے جس کی پیروی ضروری ہے۔ پس تمہارے سامنے جب حجت پیش کی جائے تو سمجھ سے کام لو اور جب حق ظاہر ہو جائے تو اس کو نافذ کرو کیونکہ اس حق کا بیان کرنا کچھ نفع نہیں کرتا جو نافذ نہ کیا جائے۔ اور لوگوں سے اپنی توجہ اور نشست وعدل میں برابری کرو تاکہ کمزور تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو اور قوی تمہارے ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم انکار کرنے والے پر۔ مسلمانوں میں صلح جائز ہے سوائے اس صلح کے جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دے۔ تم اگر کوئی فیصلہ کر چکے ہو تو پھر تم نے اس میں غور کیا اور تمہیں حق بات معلوم ہو گئی' تو تم فیصلہ سابقہ کی وجہ سے حق کو اختیار کرنے سے باز نہ رہو کیونکہ حق مقدم ہے اور حق کی طرف رجوع کرنا باطل میں پڑے رہنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ جن معاملات میں تم کو شبہ ہو اور ان کا حکم کتاب وسنت سے معلوم نہ ہو تو ان میں بہت ہی غور و فکر سے کام لو۔ مثالوں اور نظائر کا خیال رکھو۔ پھر واقعات کو ان پر منطبق کرو۔ جو تم کو خدا کے نزدیک زیادہ محبوب اور حق سے مشابہ معلوم ہو اس کو اختیار کرو۔ ہمیشہ گواہ مدعی کے ذمہ لازم کرو۔ اگر وہ پیش کرے تو اس کو حق دلا دو ورنہ اس کے خلاف فیصلہ کرو۔ اس سے مشتبہ امور زیادہ ظاہر ہوں گے اور اس میں تم زیادہ قابل عذر ہو سکو گے۔ مسلمان ایک دوسرے پر عادل ہیں سوائے ان لوگوں کے جن پر حد جاری کی گئی ہے یا جو جھوٹی گواہی میں سزا پا چکے ہوں یا جو ولایت یا وراثت میں متہم ہوں۔ خدا تمہارے بھیدوں کا خوب جاننے والا ہے اور اس نے گواہوں کے بعد تمہاری ذمہ داری کو ساقط کر دیا ہے۔ تم بے چین اور دل تنگ اور لوگوں سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ ایسی حق باتوں میں مخالفت سے بھی بے رخی نہ کرنا جن میں ثواب اور اجر آخرت کی امید ہو۔ کیونکہ جس شخص کی نیت خالص ہوتی ہے اگرچہ اپنے نفس کے مخالف ہو تو خدا اس کو لوگوں کے شر سے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں کے واسطے ان چیزوں سے اپنے آپ کو آراستہ ظاہر کرتا ہے کہ خدا کے علم میں وہ ان کے خلاف ہے' خدا اس کو رسوا کر دیتا ہے۔ اب خدا کے ثواب اور اس کے دنیاوی رزق اور اس کے رحمت کے خزانوں کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔ والسلام

☆ امراء کے حالات کی تفتیش کرتے ہوئے جب آپ نے اہل حمص سے دریافت کیا کہ تمہارا امیر کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین بہترین امیر ہے۔ بجز اس کے کہ انہوں نے اپنی رہائش کے لئے ایک محل بنوالیا ہے آپ نے خط لکھ کر قاصد روانہ کیا اور قاصد کو حکم دے دیا کہ جب تم ان کے محل پر پہنچو تو قبل ازیں کہ تم اندر داخل ہو لکڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگا دینا چنانچہ جب وہ پہنچے تو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اور محل کے دروازے میں آگ لگا دی۔ لوگوں نے اپنے امیر کو خبر دی کہ ایک شخص لکڑیاں جمع کر کے دروازے میں آگ لگا رہا ہے۔ انہوں نے کہا لگانے دو وہ امیر المومنین کا قاصد ہے۔ یہ کہہ کر وہ قاصد کے پاس آئے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم پڑھ کر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ جب حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں آئے تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھو چنانچہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھا گیا پھر چوتھے روز آپ انہیں اپنے ساتھ اس جگہ تک لے گئے جہاں زکوٰۃ کے اونٹ بندھے ہوئے تھے وہاں لے جا کر آپؓ نے ایک کمبل دیا اور فرمایا اپنے کپڑے اتار ڈالو اور یہ کمبل پہن لو اور ان تمام اونٹوں کو پانی بھر بھر کر پلاؤ۔ جب یہ تمام اونٹوں کو پانی پلا کر فارغ ہوئے تو تھک کر چور چور ہو گئے۔ آپؓ نے فرمایا تھک کر چور کیوں ہو گئے۔ پہلے بھی تو یہی کام کرتے تھے۔ عرض کیا امیر المومنین اس کام کو مدت گزر گئی۔ آپؓ نے فرمایا پھر اسی لئے تم نے بالا خانہ بنوایا تھا اور مسلمانوں اور یتیموں سے اونچے ہو کر سوتے تھے۔ جاؤ اپنے عہدہ پر واپس ہو مگر اب کبھی اس فعل کے مرتکب نہ ہونا۔

☆ حضرت عمرؓ نے والی بصرہ کو ایک خط میں لکھا:

اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے 'السلام علیکم! لوگوں کو بادشاہوں سے نفرت ہوتی ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے یا تمہیں برائی پر آمادہ کرنے والے کینے اور نفسانی خواہشیں یا دنیا کی محبت آگھیریں۔ حدود الٰہی کو قائم کرو اور داد خواہوں کے فیصلہ کے واسطے بیٹھو اگرچہ تھوڑی ہی دیر بیٹھ سکو۔ اور جب تم کو دو کام پیش آئیں ایک دنیا کے متعلق ہو اور دوسرا آخرت کے متعلق تو ہمیشہ آخرت کے کام کو مقدم رکھو کیونکہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت باقی رہے گی۔ اور تم اوقاف کے مال سے بچتے رہو اور بدکاروں کو ڈراؤ اور ان کو ایک ایک کر کے پراگندہ کر دو۔ بیمار مسلمانوں کی عیادت کرو اور ان کے جنازوں میں شرکت کرو' ان کے لئے اپنا دروازہ کھلا رکھو اور ان کے کاموں میں شریک رہو۔ تم بھی انہی میں سے ایک ہو مگر تمہاری ذمہ داری ان سے زیادہ ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے کپڑے' کھانے اور سواریاں مسلمانوں سے ممتاز ہوتی ہیں۔ اے عبداللہ بن قیس تم اس جانور کی طرح نہ بنو جس کا گزر ایک شاداب زمین میں ہوا اور وہ موٹاپے کے پیچھے پڑ گیا حالانکہ اس کا موٹاپا دوسروں کے واسطے ہے۔ تم جان لو کہ عامل کو خداوند قدوس کی طرف سے مدد ملتی ہے' جب وہ کجی اختیار کرتا ہے تو اس کی رعیت بھی کجی اختیار کرتی ہے۔ اور لوگوں میں زیادہ بدنصیب ہے وہ شخص جس کی وجہ سے وہ اور اس کی رعیت تباہ ہو۔ والسلام

☆ حضرت عمرؓ کے پاس ایک گواہ نے گواہی دی آپ نے فرمایا کسی ایسے آدمی کو لاؤ جو تم کو پہچانتا ہو وہ ایک آدمی کو لے آیا اس نے اس گواہ کی تعریف کی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم ان کے پاس رہتے ہو۔ جو ان کے حال سے واقف ہوا اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم سفر میں ان کے پاس رہے ہو جس سے اچھے اخلاق معلوم ہوتے ہیں اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے روپیہ پیسہ کا ان سے معاملہ کیا ہے جس سے پرہیزگاری معلوم ہوتی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا تم نے ان کو مسجد میں کھڑے قرآن پڑھتے دیکھا ہو گا اور یہ کبھی سر اٹھاتے ہوں گے کبھی نیچا کرتے ہوں گے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپؓ نے فرمایا تم جاؤ تم ان کو نہیں پہچانتے ہو۔ اور اس گواہ سے کہا ایسے شخص کو لاؤ جو تم کو جانتا ہو۔

☆ ایک خط میں آپ نے ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا:
اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے 'السلام علیکم!

(باقی صفحہ ۴ پر)

"بیجنگ پلس فائیو کانفرنس"

شیطانی ایجنڈا آرہا ہے

جس میں ایک نئی عالمی شریعت سے روشناس کرایا جائے گا

اب گناہ وثواب کے ضابطے اقوام متحدہ وضع کرے گی

ای۔ میگزین "ابلاغ" کے ایڈیٹر خالد بیگ کا رونگٹے کھڑے کردینے والا چشم کشا مضمون

(اخذ و ترجمہ : حافظ محمد ندیم الحسن)

یہ مضمون کیلیفورنیا (امریکہ) میں مقیم اسلامی دنیا کے نامور صحافی جناب خالد بیگ نے لندن کے جریدے امپیکٹ انٹرنیشنل کیلئے تحریر کیا لیکن طباعت سے قبل ہی اس فرمائش کے ساتھ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کو بذریعہ ای میل ارسال کیا کہ عالم اسلام میں اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی خاطر اسے وسیع حلقے تک عام کیا جائے اور اس کے خلاف مؤثر آواز اٹھائی جائے۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے ۲۸ اپریل کے خطاب جمعہ میں اس شیطانی ایجنڈے کو بے نقاب کرتے ہوئے اس کے خلاف زوردار آواز اٹھائی ہے۔ ندائے خلافت میں بھی اس مضمون کے اہم حصوں کا اردو ترجمہ اسی غرض سے شائع کیا جارہا ہے تاکہ پاکستان کے غیور عوام شعوری طور پر اس "نئی شریعت" کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو سکیں۔

اگر کسی قسم کی انتظامی دشواری پیش نہ آئی (اور جیسا کہ حالات بتا رہے ہیں کہ پیش نہیں آئے گی' اِلّا یہ کہ اس دوران مسلمان جاگ پڑیں) تو اقوام متحدہ کے رہنما اخلاقیات' شائستگی اور شریعت اسلامی کے خلاف آنے والے جون میں ایک بہت بڑا قدم اٹھانے والے ہیں۔ یہ قدم یا واقعہ جسے "بیجنگ پلس ۵" کا نام دیا گیا ہے' اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہے۔ جس میں "دو ہزاری خواتین (Women 2000)' جنسی مساوات' ترقی اور امن برائے ۲۱ ویں صدی" جیسے موضوعات کو زیر بحث لایا جائے گا۔ یہ خصوصی اجلاس نیویارک میں ۵ جون سے ۹ جون تک منعقد ہو گا۔

اجلاس میں رسمی تقاریر کے لئے پانچ سے دس منٹ کا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ آخر میں جنرل اسمبلی کے ارکان خاندانی روابط کے لئے اقوام متحدہ کی شریعت کے مسودے پر دستخط کریں گے' جسے تمام قوانین اور مذہبی تعلیمات پر بالادستی حاصل ہو گی اور اس کی تنفیذ کے لئے وہی طریقہ کار اپنایا جائے گا جو آج عراق' لیبیا' سوڈان اور افغانستان کے خلاف عائد پابندیوں کی صورت میں اختیار کیا گیا ہے۔

اس کانفرنس کے لئے ۲۰ اپریل ۲۰۰۰ء کو جو ابتدائی خاکہ (Preparatory Document) تیار کیا گیا ہے اس کے چند نکات یہ ہیں :

(۱) ہم جنس پرستی

اقوام متحدہ ہمیں کئی دہائیوں سے یہ یقین دہانی کروا رہا تھا کہ انسانیت کے خلاف یہ حقیر سا گناہ اور جرم دراصل انسان کا بنیادی حق ہے۔ چنانچہ اس ڈاکومنٹ کی شق نمبر 102 (ایچ) کی رو سے : "ایسے قوانین' عوامل اور طریق کار کو فروغ دیا جائے گا اور انہیں لاگو کیا جائے گا جو جنس' نسل' مذہب و عقیدہ کی بنا پر جنسی رجحانات سے متعلق امتیازات کی نفی کرتے ہوں۔" شق نمبر 102 (جے) کے تحت اقوام عالم سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ جنسی رجحانات کے خلاف ایسے تمام عوامل اور قوانین ختم کئے جائیں جو ہم جنس پرستی کو جرم قرار دیتے ہوں۔ اس شق میں اس خدشے کا بھی اظہار کیا گیا ہے کہ دنیا کے مختلف ثقافتی' سیاسی اور سماجی نظاموں میں خاندانی نظام کی مختلف اقسام شامل نہیں ہیں۔ وہ لوگ جو اقوام متحدہ کے احکام و فرامین سے واقف ہیں وہ یہ بات جانتے ہیں کہ خاندانی نظام کی مختلف اقسام سے مراد ہم جنس پرستوں کے خاندان ہیں۔

(۲) خاندان کا ادارہ

اس کاوش کا اصل ہدف خاندان کا ادارہ ہے' خاندانی نظام کا حلیہ بگاڑنے کے لئے انہوں نے نادر نسخے ایجاد کر رکھے ہیں۔ ان کے پیش نظر بنیادی چیز یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان جو روایتی تعلق ہے اسے مکمل برابری کا درجہ دے کر ان کے نجی اور ذاتی معاملات میں دخل اندازی کی راہ پیدا کی جائے۔ اس طرح وہ گناہ اور ثواب کا ایک نیا تصور دینا چاہتے ہیں۔

ذرا ان کے دکھ کا اندازہ کریں۔ کہتے ہیں : "عورتوں پر پیدا آور اور افزائش نسل کے کام کا جو دہرا بوجھ ہے' انہیں اس کی مناسبت سے معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے ان میں غربت بڑھ گئی ہے۔" یاد رہے کہ یہی وہ لال بھکڑ ہیں جنہوں نے دنیا کو یہ بات سمجھائی ہے کہ "عصمت فروش" درحقیقت جنسی کارکن یا مزدور ہیں اور دنیا کو ان کے یہ حقوق تسلیم کر لینا چاہئیں۔

اس بات کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ عورتوں کو حق ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی سے گھریلو کام کاج سے انکار کر دیں۔ اس ڈاکومنٹ میں انہوں نے ہمیں ایک نئے جرم سے روشناس کرانے کی بھی کوشش کی ہے جسے "بیوی کی جبری عصمت دری" (Marital Rape) کا نام دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بیوی کی مرضی کے بغیر شوہر کا جنسی خواہش پوری کرنے کی کوشش "جرم" شمار ہو گا۔ شق نمبر C-103 (m)56 کے مطابق ایسی خاندانی عدالتیں قائم کرنے اور قوانین وضع کرنے کا کہا گیا ہے جو اس طرح کے جنسی جرائم کی بیخ کنی کریں۔

(۳) حق وراثت

مغربی مصنفین اپنی لاعلمی کی بناء پر اسلامی وراثت کے قوانین پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں۔ اب اقوام متحدہ نے اس سے آگے بڑھ کر یہ احکام صادر کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ تمام قومی قوانین اور انتظامی امور اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ عورتوں کو مردوں کی طرح معاشی ذرائع' جائیداد اور وراثت میں برابر کا حصہ دیا جائے گا۔

(۴) افزائش نسل کے حقوق

اقوام متحدہ کے نزدیک اس "خوش نما" اصطلاح کے معنی شادی شدہ یا غیر شادی شدہ مرد' عورت' لڑکے' لڑکی کو زنا اور اسقاط حمل کا حق دلانا ہے۔ یعنی عورتوں کو حمل اور وضع حمل کی آزادی دی جائے اور انہیں اس کا معاوضہ بھی دیا جائے۔ اس ضمن میں ان کا کہنا ہے کہ "خاصی ترقی کے باوجود اس میدان میں ابھی کافی کام ہونا باقی ہے۔"

"بیجنگ پلیٹ فارم برائے عمل" کے پیرا نمبر ۹۵ کے مطابق عورتوں اور لڑکیوں کے افزائش نسل کے اس حق کو ابھی تک انسانی حقوق کا درجہ نہیں دیا گیا۔ (جو کہ قابل مذمت ہے)

(۵) استثناءات

اس سارے عرصے میں مسلمان حکومتیں اس اخلاق' شائستگی' خاندانی نظام اور اسلام مخالف ایجنڈے کے خلاف آواز اٹھانے میں ناکام رہی ہیں حالانکہ اسلام کی رو سے ان کی ذمہ داری تھی کہ باطل کے خلاف اٹھیں اور حق کے لئے آواز بلند کریں۔ اس کے بجائے انہوں نے بڑی طاقت کے ساتھ (بعض شقوں کے بارے میں) کچھ استثناءات (Reservations) طلب کرنے پر اکتفا کیا جو اس وقت تو انہیں عطا کر دی گئیں مگر اب ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اس ایجنڈے پر پوری طرح عمل کرو۔ چنانچہ شق "102-d" کے ذیل میں درج ہے کہ حالیہ کنونشن پر تمام ممالک کا بلا چون و چرا عمل درآمد کرنا ضروری ہے۔ مزید برآں شق "102-e" کے تحت عورتوں سے غیر مساویانہ سلوک پر مبنی قوانین کو بین الاقوامی قوانین سے ہم آہنگ بنانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس شیطانی' ظالمانہ اور مکارانہ پروگرام کا ذرا تصور کریں جو مسلمان معاشروں کو تباہ و برباد کر کے انہیں مغربی تہذیب میں ضم کرنا چاہتا ہے۔

تاہم اب تک یہ جھوٹے مدعی اپنے مقاصد میں اس لئے کامیاب رہے ہیں کہ انہیں کسی نمایاں مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ۱۹۹۴ء میں قاہرہ کانفرنس کے دوران اگرچہ مسلم دنیا میں کچھ طوفان اٹھا تھا۔ لیکن اب ہر شخص بھول چکا ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور یوں اقوام متحدہ کا یہ منصوبہ بغیر مزاحمت کے چل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب انہوں نے اپنی اس نئی شریعت کے تحت گناہ و ثواب کے نئے اصول وضع کر لئے ہیں۔

اس سے پہلے مسلمان دنیا بوسنیا' کسووو اور کشمیر میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی عزت بچانے میں ناکام رہی ہے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۲۲ تا ۲۸ اپریل ۲۰۰۰ء

امیر المومنین ملا عمر کے فرمان پر خصوصی انسداد دہشت گردی کمیشن کا قیام

حضرت امیر المومنین کے ایک فرمان کے تحت دہشت گردی کی روک تھام کی غرض سے ایک خصوصی کمیشن کے قیام کا اعلان کیا گیا ہے۔ مذکورہ کمیشن عالمی برادری سے دہشت گردی اور اس کے اثرات سے پیدا ہونے والی صورتِ حال' نیز دہشت گردی کی روک تھام کے سلسلے میں تعاون کرے گا۔ امارت اسلامیہ نے پہلے ہی دہشت گردی کے خلاف اعلان کیا ہوا ہے۔ اس کمیشن کا قیام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

دنیا والو! ہمارے نزدیک موت یا ظاہری ناکامی عیب نہیں ○ ملا عمر

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی طرف سے امارت اسلامیہ پر مزید اقتصادی پابندیاں لگانے کی دھمکی کے بارے میں امارت اسلامیہ کی طرف سے ایک زوردار اعلامیہ جاری کیا گیا ہے جس میں سلامتی کونسل کے ان ریمارکس کی شدید مذمت کی گئی ہے اور اسے روسی سازش کا شاخسانہ قرار دیا گیا ہے۔ قندھار امیر المومنین کے دفتر سے جاری ہونے والے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ افغانستان پر روسی جارحیت کا خاتمہ نہیں ہوا بلکہ اب بھی مختلف اشکال میں جاری ہے۔ روسی حکومت کی طرف سے پنج شیر ببرک کارمل' احمد شاہ مسعود کی حمایت سے ایک مرتبہ پھر وسطی ایشیا کی مداخلت کا راستہ کھل گیا ہے۔ روس وہ قوم ہے جس نے افغانستان کو تباہ و برباد کر کے اسے کھنڈر میں تبدیل کر دیا اور وہ باقاعدہ افغان جنگ کا ایک فریق ہے۔ سو امارت اسلامیہ کے بارے میں اس کا فیصلہ کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اعلامئے میں کہا گیا ہے کہ روس نے یہ فیصلہ صادر کر کے دنیاوی ضمیر کی عدالت کو جھنجھوڑ کر رکھا ہے۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ دنیا والے الزام لگاتے ہیں کہ افغانستان میں دہشت گرد موجود ہیں' لیکن یہ نہیں کہتے کہ دہشت گرد کون ہیں' کیوں' کس کے لئے اور کب آئے۔ یہ تو اب راز کی بات نہیں رہی۔ امریکہ کے لئے اپنے مفاد میں لفظوں میں الٹ پھیر کرنا بہت آسان ہے۔ چنانچہ کل کا مجاہد آج کا دہشت گرد بن گیا۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ سلامتی کونسل اب ایک جنگی کونسل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اعلامیہ میں مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظاہری ناکامی اور موت ہمارے لئے عیب کی بات نہیں ہے۔

انسانی حقوق کا واویلا کر کے مغربی دنیا غیر اسلامی تہذیب کو فروغ دینا چاہتی ہے ○ حقانی

مغربی دنیا ہمارے خلاف انتہائی منفی پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور انسانی حقوق کے نام پر عداوت پر مبنی غیر منصفانہ پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے نائب سربراہ مولوی محمد مسلم حقانی نے کابل یونیورسٹی کے کانفرنس ہال میں ایک پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ مولوی مسلم حقانی نے کہا اس قسم کے غلط اور بے سروپا پروپیگنڈوں سے مغرب اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہتا ہے اور انسانی حقوق سے مُراد اسلام مخالف مشرقی اور مغربی تہذیب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب کا ہمارے اسلامی معاشرے میں کوئی وجود نہیں' اس لئے وہ اپنے ناجائز اور غیر اسلامی تہذیب کو ہمارے اسلامی معاشرے میں فروغ دینے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی معاشرے کے دفاع کا حق ہم مسلم رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مکمل طور پر شریعت مطہرہ کے تابع کریں گے۔

مبتدی + ملتزم تربیت گاہوں کا آئندہ شیڈول' ان شاء اللہ

☆ 18 تا 24 جون	دفتر تنظیم اسلامی' اسلام آباد
☆ 9 تا 15 جولائی	قرآن اکیڈمی' کراچی
☆ 23 تا 29 جولائی	میاندم' سوات

نوٹ: تینوں مقامات پر مذکورہ تاریخوں میں مبتدی اور ملتزم دونوں تربیت گاہوں کا انعقاد ہو گا۔

قرضوں کی جنگ (۱۲)

ترجمہ : ڈاکٹر محمد ایوب خان
ترتیب و تسوید : سردار اعوان

ہم کیوں مقروض ہیں کیونکہ ہم قرضہ سسٹم پر کام کر رہے ہیں جس میں روپے کے ساتھ اتنا ہی قرضہ پیدا کر دیا جاتا ہے جسے پرائیویٹ بینکر اپنے فائدے کے لئے کنٹرول کرتے ہیں۔ وہ روپیہ پیدا کرتے ہیں اور سود پر دیتے ہیں۔ اور ہم قرضہ لیتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ فیڈرل ریزرو سسٹم نیم سرکاری ادارہ ہے۔ لیکن اس کے سات ممبروں میں سے صدر صرف دو ممبر مقرر کرتا ہے۔ اور صدر میں ہمت نہیں کہ وال سٹریٹ کے منظور کردہ ممبر کے سوا کسی کو مقرر کرے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ گورنمنٹ روپیہ پیدا کرنے کے لئے بانڈ بیچتی ہے۔ لوگ بانڈ خرید لیتے ہیں فیڈ بھی خرید لیتا ہے مگر ان کے خلاف اپنے نوٹ جاری کر دیتا ہے پھر ان کو کاغذ پر دوسرے بینکوں کو ٹرانسفر کرتا ہے جو دس گنا رقم سود پر دیتے ہیں۔

ہم کیا کر سکتے ہیں؟ حکومت بانڈ بیچے جن کو یو۔ ایس نوٹوں سے خریدا جائے۔ ان پر کوئی سود نہیں ہوگا نہ قرضہ ہوگا' البتہ افراط زر ہو جائے گا مگر اسے قابو کیا جا سکتا ہے۔

جزوی ریزرو بینکنگ کی اجازت نہ ہوگی۔ اور بینک کے پاس جتنا روپیہ ہے اتنا ہی وہ قرض دے سکے گا۔

فیڈ کی بلڈنگ یو ایس نوٹ رکھنے کے لئے یا کلیرنگ کے لئے استعمال ہوگی۔ فیڈرل ریزرو ایکٹ کی ضرورت نہیں ہوگی اور اسے منسوخ کر دیا جائے گا۔ روپیہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں آ جائے گا اور بینک اسے کم و بیش نہیں کر سکیں گے۔

یہ کرنے کے بعد ہم اپنا قومی قرضہ ایک سال میں ہی ادا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ٹیکس کم ہونے شروع ہو جائیں گے' افراط زر نہیں ہوگا' اجرتوں اور بچتوں کی قیمت مستقل طور پر برقرار ہوگی اور ملک میں اقتصادی استحکام ہوگا اور منی چینجرز کا حکومت پر اختیار ہو جائے گا۔

اصلاح زر کے نکات

۱) اپنے سرکاری نوٹوں سے قومی قرضہ چکا دو۔ ضرورت کے مطابق نوٹ بنالو۔

۲) جزوی ریزرو بینکنگ ختم کر دو۔ قرضہ چکانے کیلئے زیادہ نوٹ چھاپے جائیں گے۔ ان سے بینکوں کا اصلی ریزرو بڑھ جائے گا۔ یعنی وہ حکماً اپنا ریزرو بڑھائیں تاکہ قرضہ دے سکیں۔ اس طرح افراط زر بھی نہ ہوگا۔

۳) فیڈرل ریزرو ایکٹ ۱۹۱۳ء اور نیشنل بینکنگ ایکٹ ۱۸۶۴ء منسوخ کر دو۔ تاکہ اختیارات حکومت کو لوٹ آئیں۔

۴) امریکہ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے الگ ہو جائے۔ وہ عام بینکوں کی طرح کام کریں۔

قومی حکومتیں قائم رکھنا ضروری ہے تاکہ عام ضروریات پوری کر سکیں اور اپنی تاریخی اور تمدنی حیثیت برقرار رکھ سکیں۔ جس طرح خاندانوں کو برقرار رکھنا ضروری ہے قوموں کو برقرار رکھنا بھی ضروری ہے۔

یو این او' ورلڈ بینک' ورلڈ کوٹ کو یا تو ختم کر دیا جائے یا ان کی اس طرح اصلاح کی جائے کہ وہ قوموں کی آزادی ختم کئے بغیر مفید کام کر سکیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ منی چینجرز کیا چاہتے ہیں۔ وال سٹریٹ کے سب سے بڑے بینک نمائندے کے ڈائریکٹر راک فیلر نے کہا۔

"ہم زمین پر مکمل تبدیلی کے کنارے پر ہیں۔ ایک بڑا بحران اس کی ضرورت ہے پھر قومیں نیا ورلڈ آرڈر قبول کریں گی"۔

سوال صرف یہ ہے کہ وہ بحران کب ہوگا؟ کیا فوری دھماکے سے یا ٹیکس بڑھا کر اور جاب ختم کر کے یا تدریجی کساد بازاری سے۔ حال ہی میں پوپ پائس نے کہا :

"ہمارے زمانے میں نہ صرف دولت اکٹھی ہو گئی ہے بلکہ بڑی طاقت اور جابرانہ اقتصادی غلبہ چند ہاتھوں میں آ گیا ہے۔ اس طاقت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کے پاس روپیہ ہے اور وہ اسے کنٹرول کرتے ہیں۔ قرضہ دینے اور اس کا انتخاب بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس طرح اقتصادی جسم کو وہی خون سپلائی کرتے ہیں۔ گویا ان کے ہاتھ میں اقتصادیات کی روح ہے اس لئے کوئی ان کی مرضی کے خلاف سانس بھی نہیں لے سکتا"۔

ذاتی حکمت عملی

کساد بازاری کے زمانے میں اپنے گھرانے کو بچانے کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

۱) سب سے پہلے اپنا قرضہ ختم کر دو۔ بہت سے لوگ مکان اور کار خریدنے کی وجہ سے مقروض ہیں جو ان کی ضروریات سے زیادہ ہیں۔

۲) اگر روپیہ نہیں ہے تو مائع دولت سے قرضہ ادا کرو مگر یاد رکھو کہ بینک میں روپیہ رکھنے سے اس کی قدر کم ہوتی جائے گی۔

۳) اپنے اخراجات کم کرو۔ قناعت کرو۔

۴) قیمتی دھاتیں مثلاً سونا چاندی برے وقت میں مفید ہوتے ہیں۔

۵) منی چینجرز پچاس سالہ افراط زر کی پالیسی پر چل رہے ہیں تاکہ آپ کی دولت پر قبضہ کر سکیں' ٹیکس بڑھا سکیں' مزدوریاں' تنخواہیں اور آپ کی آمدنی کو آہستہ آہستہ کم کر دیں مگر وہ بڑی کساد بازاری نہیں لانا چاہتے۔

گولڈ سٹینڈرڈ کو واپسی کی باتوں سے بچیں۔ زیادہ سونا امریکہ سے باہر ہے اور انٹرنیشنل بینکرز کے پاس ہے' جیسے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف۔ منی چینجرز سوئزرلینڈ کو سونا ختم کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اس طرح یا تو سونے کا سکہ بالکل ختم ہو جائے گا یا ہر جگہ وہی سکہ ہوگا اور وہ ان کے اختیار میں ہوگا۔ اسی طرح ایک عالمی کرنسی کی حمایت بھی نہ کریں کیونکہ اس طرح بینکرز کے لئے دنیا کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ امید ہے ہم نے اصلاح زر کی تجویز میں مفید حصہ ڈال دیا ہے۔

مقروض اقوام کیا کر سکتی ہیں

۱) ایکسپورٹ بڑھا کر ریونیو بڑھائیں۔

۲) مزید قرضہ لے کر پچھلا قرضہ چکائیں۔

۳) بیرونی قرضہ جات چکانے سے انکار کر دیں۔ اس طرح ان پر تجارتی پابندی لگ سکتی ہے یا فوجی حملہ ہو سکتا ہے۔ (صومالیہ' عراق' بوسنیا میں یہ ہوا)

۴) قرضوں کو ناجائز قرار دے کر معاف کرائیں۔

۵) نوٹ چھاپ کر قرضہ چکائیں۔ مگر اس سے افراط زر ہوگا۔

(جاری ہے)

بقیہ : بیجنگ پلس ۵

لیکن اقوام متحدہ میں اس محاذ پر عالم اسلام کی ناکامی اس سے بھی بڑی ناکامی ہوگی۔ یہ ایک بہت بڑے پیمانے پر سماجی انجینئرنگ کا منصوبہ ہے۔ یہ شریعت کی بالادستی کے خلاف ایک ایسا بڑا چیلنج ہے جس کا مسلمان دنیا نے پہلے کبھی سامنا نہیں کیا۔ اگر ہم اس وقت اس چیلنج کو روکنے میں ناکام ہو گئے تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں کئی دہائیوں بلکہ صدیوں تک اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔

امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ حلقہ پنجاب شمالی

سالانہ اجتماع کے موقع پر اپنی افتتاحی تقریر میں امیر محترم نے پاکستان "ایک فیصلہ کن دوراہے پر" کے عنوان سے خطاب کیا۔ یہ خطاب اس قدر پر تاثیر اور فکر انگیز تھا کہ رفقاء اسلام آباد و حلقہ پنجاب شمالی کے دلوں میں ہیجان پیدا کر دیا کہ اس تقریر کا اصل مقام اور محل اسلام آباد ہے۔ جہاں صاحب اقتدار اور دانشور طبقہ کے علاوہ دنیا بھر کے سفارتخانے موجود ہیں۔ راقم نے سالانہ اجتماع کے موقع پر ہی حلقہ کے رفقاء کی ایک میٹنگ بلائی جس میں فیصلہ ہوا کہ اسلام آباد ہوٹل میں اس تقریر کا اہتمام کیا جائے۔ اخراجات کے لئے رفقاء نے بڑھ چڑھ کر پیش کش کی۔ جس کے نتیجے میں ہم اسلام آباد ہوٹل میں پروگرام کرنے کے قابل ہو گئے۔ واپس آ کر ہوٹل کی بکنگ کرائی اور دیگر انتظامات کا جائزہ لیا گیا جس میں طے کیا گیا کہ ڈھائی سو ایسے افراد کو دعوت دی جائے :

(۱) جو صاحب اقتدار و اختیار ہوں بشمول چیف ایگزیکٹو صاحب اور ان کے اصحاب

(۲) وہ افراد جو صاحب اقتدار تک رسائی رکھتے ہوں۔

(۳) اصحاب دانش جو عوام کی رائے بنانے میں ممد و معاون ہوں۔

(۴) صحافی و دانشور حضرات

اس کے علاوہ ایک پینل برائے سوالات بھی ترتیب دیا گیا جس میں مشہور کالم نویس ہارون الرشید' جاوید چودھری' کرنل سرور اور حافظ طاہر خلیل کو مدعو کیا گیا۔ ان انتظامات کے بعد امیر محترم سے ۱۸ اپریل کے لئے درخواست کی گئی جو انہوں نے بخوشی قبول کی۔ دریں اثناء الہدیٰ ٹرسٹ واہ کینٹ کے ذمہ داران کو امیر محترم کی آمد کا معلوم ہوا تو درخواست کی کہ امیر محترم سے واہ کے لئے بھی وقت لیا جائے۔ ۱۷/ اپریل کو پی او ایف ہوٹل واہ میں پروگرام طے کیا گیا۔ ہوٹل کے وسیع و عریض ہال میں تقریباً ایک ہزار نشستوں کا اہتمام کیا گیا اور بغلی ہال میں خواتین کے لئے تقریباً دو سو کرسیاں بچھائی گئیں۔ تقریر کے آغاز ہی سے تمام نشستیں پر تھیں بعد میں آنے والوں کو کھڑا رہنے کی زحمت برداشت کرنی پڑی۔

پروگرام کا آغاز ۲۰ : ۷ پر ہوا۔ تلاوت کے بعد قدیر داد خان نے الہدیٰ ٹرسٹ کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور امیر محترم کو دعوت خطاب دی۔ خطاب کم و بیش دو گھنٹے پر مشتمل تھا۔ اگلے دن ۱۸/ اپریل اسلام آباد ہوٹل ہالیڈے ان میں پروگرام تھا۔ دو سو افراد کا انتظام کیا گیا تھا جن میں ۱۹۶ افراد تشریف لائے۔ پروگرام ۱۵ : ۷ پر شروع ہوا اور تقریباً ۲ گھنٹے جاری رہا۔ تقریر کے اختتام پر سوال و جواب کی نشست ہوئی کھانے کے دوران بھی گفتگو جاری رہی' چونکہ مدعوئین میں ڈاکٹرز' انجینئرز' سائنسدان' بیوروکریٹس' سابقہ اور موجودہ ماہرین تعلیم' سیاست دان' صحافی غرضیکہ ہر طبقۂ فکر کے لوگ موجود تھے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی تقریر کو جم کر سنا۔ اس بات کی قوی امید کی جا سکتی ہے کہ بالاتر حلقے میں ڈاکٹر صاحب کے نکات زیر بحث رہیں گے۔ اگلے دن ۱۹/ اپریل کو کچھ دانشوروں نے امیر محترم سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور قوم اور ملک کو درپیش مسائل کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا۔ شام کو بعد نماز مغرب کیمونٹی سنٹر آب پارہ اسلام آباد میں درس قرآن کا پروگرام تھا جس میں سورۃ انفال کی آیات ۲۴ تا ۲۸ اور سورۃ نحل کی آیات ۱۱۱' ۱۱۲ اور ۱۱۳ کا درس دیا گیا۔ ہال حسب معمول پر تھا اور اضافی نشستوں کے لئے سٹیج کو استعمال کیا گیا۔ خواتین کی بھی کافی تعداد موجود تھی۔ ان آیات کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اب موقع آ گیا ہے کہ ہم امریکہ کی بیساکھیوں پر چلنے کی بجائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھیں۔ کلنٹن کے دورے کے بعد ہمیں کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ بھارت نہ صرف جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے بلکہ سلامتی کونسل کی مستقل نشست کے لئے دوڑ دھوپ بھی کر رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ دن بدن تمنائی کے اندھے کنوئیں میں گرتے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں غیر اللہ کا دامن پکڑنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہونا چاہئے جس کے لئے ضروری ہے کہ سود کو ختم کریں' اسلامی نظام کو قائم کریں اور پاکستان' ایران اور افغانستان پر مشتمل ایک اتحاد بنائیں۔

آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ۲۰ اپریل کو افغانستان کے دورے کے حوالے سے معلومات حاصل کرنے کے لئے راقم اور میجر فتح محمد افغانستان ایمبیسی گئے۔ میجر (ر) فتح محمد صاحب خصوصی طور پر دورۂ افغانستان کے انتظامات کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔ سفارتخانے سے معلومات حاصل کرنے کے بعد امیر محترم کو بریف کیا گیا اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اور ناظم اعلیٰ لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔ یوں یہ سہ روزہ پروگرام اختتام پذیر ہوا جس کی صدائے بازگشت ایک مدت تک سنی جائے گی۔ اس دورے کا اطمینان بخش پہلو یہ بھی ہے کہ قومی اخبارات نے اس دورے کی بھرپور کوریج کی۔

(رپورٹ : شمس الحق اعوان)

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی

کا شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگرام بمقام سرکی وال مسجد پیر صدی ضلع مردان میں شب بسری کی صورت میں مورخہ ۱۵'۱۶/ اپریل ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض اور پروگرام کی نظامت کی ذمہ داری اُسرہ بدرشی کے نقیب قاضی فضل حکیم نے ادا کی۔ پروگرام کا آغاز نماز مغرب کے بعد ہوا۔ اُسرہ مردان کے نقیب جناب حافظ محمد مقصود صاحب نے "فرائض دینی کا جامع تصور" کے موضوع کو بورڈ کی مدد سے حاضرین کے سامنے نہایت شائستہ الفاظ میں بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے سامنے دین کا مسخ شدہ تصور ہے۔ ہم صرف اپنی عبادات ہی کو اپنا سارا دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آج سب پر یہ فرض ہے کہ وہ دین کو غالب کرنے کے لئے اپنا تن من دھن کھپائیں۔ اسی سلسلے میں ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ اس دین کو قائم کرنے کے لئے ہمارا ساتھ دیں تاکہ قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے ندامت نہ اٹھانی پڑے۔ نماز عشاء کے بعد قاضی فضل حیم نے عبادت رب کے موضوع کو بورڈ کی مدد سے حاضرین کے سامنے واضح کیا۔ آپ نے فرمایا کہ عبادت صرف نماز' روزے کا نام نہیں بلکہ عبادت مکمل زندگی کا نام ہے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس کے ساتھ آرام کے لئے وقفہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد صوابی کے جناب حضرت گل استاد نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کو نہایت پرلطف انداز میں سامعین کے سامنے بیان کیا اور سامعین کو دعوت دی کہ وہ دین کے غلبے کے لئے ہمارا ساتھ دیں تاکہ یہ فرض پورا ہو سکے۔ اس کے ساتھ ہی مسنون دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ مسجد کے احاطے میں سٹال لگایا گیا تھا جس میں تنظیم اسلامی کا لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

(رپورٹ : فضل رحیم)

ضرورت رشتہ

۲۴ سالہ BDS' سنی سید گھرانہ کی باپردہ دوشیزہ کے لئے موزوں رشتہ کی تلاش ہے۔ ترجیح سنی سید گھرانے کے تعلیم یافتہ' مذہبی مزاج کے برسرروزگار فرزند کو دی جائے گی۔

رابطہ : ڈاکٹر امجد علی بخاری

مکان ۳۳۹' سٹریٹ ۸۴' سیکٹر G-11/3 اسلام آباد

☆ ☆ ☆

مذہبی رجحان کے حامل' ایم ایس سی' گورنمنٹ کالج میں لیکچرار نوجوان کیلئے ترجیحاً لیڈی ڈاکٹر کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : C/O سردار اعوان' ندائے خلافت لاہور

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

امیر محترم کا دورہ ڈیرہ اسماعیل خان

حلقہ سرحد میں ڈیرہ اسماعیل خان (ڈی آئی خان) کے حلقہ پنجاب غربی سے شامل ہونے کے بعد راقم کا خیال تھا کہ ڈی آئی خان میں امیر محترم کا دورہ رکھا جائے۔ ڈی آئی خان کا پشاور سے خاصے فاصلہ پر ہونے کے باعث کافی عرصہ سے راقم کا جانا نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک سبیل ایسی نکالی کہ کراچی کے رفیق محترم نوید عمر صاحب کا ایک قطعہ اراضی پینرو میں تھا' جس کو وہ تنظیم کو ہبہ کرنا چاہتے ہیں۔ نوید عمر صاحب نے ڈی آئی خان کا سفر کیا تو راقم اور آذر بختیار خلجی بھی ان کے ساتھ وہاں گئے۔ اس موقع پر رفقا اور احباب سے ملاقات کی۔ اسی اثناء میں محترم صادق بھٹی صاحب کا لاہور جانا ہوا اور امیر محترم سے ملاقات میں انہوں نے ڈی آئی خان کے لئے ایک دورہ کی اصولی منظوری لی۔ راقم کو ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ دورہ رکھا جائے' لہٰذا اس دورہ کے لئے ابتدائی کام شروع ہوا۔ راقم نے احباب میں نعمت اللہ خان جو کہ راقم کے ایک قریبی دوست امان اللہ خان کے چھوٹے بھائی ہیں' سے رابطہ کیا اور دورہ کے لئے موزوں وقت کا تعین کیا گیا۔ کافی غور و خوض اور کئی بار لاہور سے رابطہ کے بعد ۲۷-۲۸ مارچ کی تاریخیں طے ہو گئیں۔ البتہ جگہ کا تعین تو پہلے ہی سفر میں راقم کے ساتھ نعمت اللہ خان نے کر دیا تھا۔ نعمت اللہ خان نے صادق بھٹی صاحب اور دیگر حضرات سے مشورہ کیا اور پھر راقم اور آذر بختیار خلجی نائب امیر حلقہ سرحد نے ڈی آئی خان کا سفر کیا تاکہ تمام انتظامات کو آخری شکل دی جائے۔ رفقاء اور احباب سے مشورہ کے بعد طے ہوا کہ ۲۷ مارچ کو بعد مغرب مسجد النور میں خطاب ہو۔ پھر دوسرا خطاب وکلاء سے ۲۸ مارچ کو ہو اور آخری خطاب بعد مغرب مورخہ ۲۸ مارچ کو مسجد عشرہ مبشرہ میں ہو۔ اس ضمن میں متعلقہ ذمہ داران سے ملاقات کی اور اجازت لینے کے مراحل طے کئے۔

نعمت اللہ خان کے توسط سے مسجد النور جو کہ چھاؤنی میں واقع ہے کے لئے اجازت کا معاملہ آسانی سے طے ہوا۔ وکلا سے بھی بات طے ہو گئی۔ راقم اور آذر بختیار خلجی نے طے کیا کہ مجوزہ دورہ سے دو دن پہلے جا کر حالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ لہٰذا پروگرام کے مطابق مورخہ ۲۵ مارچ کو پشاور سے روانگی ہوئی۔ نعمت اللہ خان کی رہائش گاہ پر حالات کا جائزہ لیا گیا اور تمام حالات کو سازگار پایا' البتہ مسجد عشرہ مبشرہؓ کی تعمیر نو کے باعث پروگرام کو نظام مسجد میں رکھنا پڑا۔ مورخہ ۲۵ اور ۲۶ کو احباب اور ذمہ داران سے ملاقات کی۔ تمام انتظامات مکمل تھے۔ اب صرف انتظار تھا کہ ۲۷ تاریخ کو امیر محترم کی آمد ہو۔ الحمد للہ کہ امیر محترم اور ناظم اعلیٰ تشریف لے آئے۔

امیر محترم کا ڈی آئی خان کافی مدت بعد آنا ہوا۔ لہٰذا پبلسٹی کی مہم کو بذریعہ بینرز' اخبارات میں ہینڈ بل (اردو و انگریزی میں) لکھے گئے اور نعمت اللہ خان کی خصوصی کوشش سے ۲۶ مارچ کو اور ۲۷ مارچ کو مقامی سرائیکی خبروں میں بھی امیر محترم کے دورہ کی خبر کو نشر کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھکر اور ٹانک جو کہ ڈی آئی خان' کے قریب ہی دو شہر ہیں' میں پبلسٹی کی گئی۔

مورخہ ۲۷ مارچ کو مغرب سے پہلے ہی مسجد النور میں امیر محترم پہنچے۔ مقامی آبادی کے علاوہ فوجی جوانوں کی ایک کثیر تعداد نے پروگرام میں شرکت کی۔ امیر محترم نے سورۃ حج کی آخری آیات کا درس دیا اور فوجی جوانوں کو مد نظر رکھتے ہوئے حتی الامکان عام فہم انداز میں درس دیا۔ ایمان' اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اقامت دین کی اہمیت کو خوب شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا۔ نماز عشاء تک بیان جاری رہا اور بعد نماز عشاء سوال جواب کی نشست ہوئی۔ اگلے دن امیر محترم نے پروگرام بنایا کہ نجم المدارس کے سرپرست قاضی عبدالکریم صاحب سے ملاقات کے لئے کلاچی جایا جائے۔ رابطہ کیا گیا اور پروگرام طے ہوا' لہٰذا ۲۸ مارچ کو بعد نماز فجر ڈی آئی خان سے کلاچی کے لئے روانگی ہوئی۔ کلاچی ڈیرہ ڈویژن کا ایک قدیم چھوٹا سا قصبہ ہے جو کہ کافی پسماندہ ہے گو اس قصبہ کے سپوتوں نے نام پیدا کیا ہے' جس میں عنایت اللہ خان گنڈاپور اور حبیب اللہ گنڈاپور سرحد کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں' جبکہ قاضی عبداللطیف صاحب جو کہ قاضی عبدالکریم کے چھوٹے بھائی ہیں' سینیٹر رہ چکے ہیں اور نفاذِ شریعت محاذ کے حوالے سے بہت معروف ہوئے۔ کلاچی میں تقریباً ۴۵ منٹ کے سفر کے بعد ہم وہاں پہنچے۔ میزبان منتظر تھے۔ قاضی عبدالکریم صاحب نے ڈاکٹر صاحب کا مدعوین سے تعارف کرایا۔ یہ تقریب نجم المدارس میں ہوئی جس کے ایک ہال میں قریباً ۷۰ افراد امیر محترم کو خوش آمدید کہنے کے لئے موجود تھے۔ امیر محترم نے اپنا تعارف زمانہ طالب علمی سے لے کر ایں دم تک مختصر الفاظ میں کرایا اور ساتھ ہی پاکستان کی بدقسمتی کا ذکر کیا کہ جس مقصد کے لئے پاکستان کو حاصل کیا وہ منزل تاحال نہ پانے کی وجوہات بیان کیں اور سب سے بڑی خرابی یعنی دینی جماعتوں کا الیکشن میں حصہ لینا کو خوب واضح کیا۔ پھر آخر میں امیر محترم نے "نوید خلافت" دی۔

اگلا پروگرام' ڈی آئی خان بار روم میں تھا۔ اس کے لئے نعمت اللہ خان کو محترم ایڈووکیٹ مظہر عالم میاں خیل' محترم ایڈووکیٹ سیف الرحمٰن گنڈا پور اور ایڈووکیٹ محمد سلیم بھٹی کی معاونت حاصل رہی۔ ساڑھے گیارہ بجے پروگرام شروع ہوا' جس میں امیر محترم نے استحکام پاکستان اور پاکستان بننے کے تمام حالات بیان کئے۔ حاضرین نے یہ خطاب بہت ہی انہماک سے سنا۔

مورخہ ۲۸ مارچ کا آخری پروگرام مسجد نظام میں تھا۔ نماز مغرب سے پہلے ہی امیر محترم مسجد میں پہنچے۔ نماز مغرب کے بعد خطاب شروع ہوا جو کہ نظام خلافت کیا' کیوں' اور کیسے؟ کے موضوع پر تھا اور اس میں امیر محترم نے اسلام کے مستقبل میں حامی غلبہ دین کے حوالے سے احادیث کو بیان کیا اور نظام خلافت کے آغاز پر اپنی رائے کا اظہار کیا کہ غالباً افغانستان اور پاکستان کا خطہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چن لیا ہے۔ البتہ قیام نظام اسلام کے لئے ایک انقلاب لازمی ہے اس کو امیر محترم نے شرح و بسط سے بیان کیا۔ مسجد ہال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ آخر میں امیر محترم نے بیعت کی اہمیت واضح کی۔ نماز عشاء تک خطاب رہا اور نماز عشاء کے بعد سوال جواب کی نشست ہوئی اور اس طرح ڈی آئی خان کا دورہ مکمل ہوا۔ اس دورہ کو کامیاب بنانے میں صادق بھٹی صاحب اور نعمت اللہ خان قابل ذکر ہیں۔ صادق بھٹی صاحب نے تنظیم اسلامی کا تعارف ایک وسیع حلقہ میں کرایا ہوا ہے' جبکہ نعمت اللہ خان نے اس موجودہ دورہ کے لئے خاصی محنت کی۔ اس کے علاوہ عبدالقیوم صاحب نے خوب محنت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔

۲۹ مارچ کو نماز فجر کے بعد نعمت اللہ خان نے بیعت کر کے تنظیم اسلامی شمولیت اختیار کی' قارئین ندائے خلافت سے استدعا ہے کہ وہ صادق بھٹی' ڈاکٹر فضل حمید اور نعمت اللہ خان جو کہ تنظیم اسلامی کے قافلے کے اہم کارکن ہیں' کیلئے دعا کریں۔ آذر بختیار خلجی صاحب کی معاونت اور گاڑی راقم کیلئے ایک رحمت سے کم نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول کرے۔ آمین (رپورٹ : میجر (ر) فتح محمد)

تنظیمی اطلاعات

جناب فیاض حکیم صاحب' امیر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بناء پر مقامی امارت کی ذمہ داری سے معذرت کی ہے۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ———— ان کی جگہ غازی محمد وقاص صاحب کو امیر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی مقرر کر دیا ہے۔

☆ ☆ ☆

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے امیر حلقہ سندھ زیریں کی سفارش کے مطابق مندرجہ ذیل انتظامی تبدیلیوں کو منظور فرمالیا ہے۔

☆ جناب محمد حنیف خان ناظم حلقہ سندھ زیریں کی حیثیت سے امیر حلقہ سندھ جناب محمد نسیم الدین کی معاونت کریں گے
☆ جناب نجم الحسن امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر ایک کو مقامی امارت سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ موصوف آئندہ ناظم بیت المال حلقہ سندھ زیریں کی حیثیت سے کام کریں گے۔
☆ جناب اختر ندیم ناظم بیت المال حلقہ سندھ زیریں آئندہ امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبرا حیثیت سے کام کریں گے۔